تحقیقی مجلہ ارمغانِ سرحد
pISSN: 3079-904X
eISSN: 3079-9058
(Research Journal: Armaghan-e-Sarhad) (Vol:3, Issue:1, 2026) جلد ۳، شمارہ ۱، جنوری تا جون ۲۰۲۶ء
شعبہ اردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

Elements of Humanism in Dr. Ishaq Wardag's Poetry Collection "Sheher Mein Gaon Ke Parinday"

اسحاق وردگ کے شعری مجموعے "شہر میں گاؤں کے پرندے" میں انسان دوستی کے عناصر

روبینہ
لیکچرار، شعبۂ اردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج شیخ ملتون، مردان، پاکستان
اجمل خان
لیکچرار، شعبۂ اردو، یونیورسٹی آف سوات، پاکستان

Rubina
Lecturer , Urdu, GGDC Sheikh Maltoon , Mardan
Corresponding author:(rubinafazal86@gmail.com)
Ajmal Khan
Lecturer, Urdu, University of Swat

Abstract:

Dr. Ishaq Wardag's poetry collection "Sheher Mein Gaon Ke Parinday" is regarded as a trendsetting anthology due to its unique style and intellectual diversity. The distinguished features of Dr. Wardag's poetry include the impact of terrorism and 9/11, modernism, psychological perspectives, a new concept of love, Sufism, nostalgia, urban and rural civilization, psychological issues, philosophy of self and existence, magical realism, metaphysical approach, political consciousness, fear, skepticism, loneliness, temporality, the concept of death, the problem of fate and predestination, futility, existentialism, ambiguity, magical realism, and symbolism.He has transformed the temperament of Urdu poetry in Khyber Pakhtunkhwa by introducing freshness in diction, sensibilities, and style, creating a new tradition of poetic innovation. This research study provides an analytical examination of Dr. Wardag's poetry collection "Sheher Mein Gaon Ke Parinday". The objectives of this study are: What are the primary and secondary themes of the collection? What is Dr. Wardag's perspective on various aspects of life? And to what extent are elements of humanism present in the collection?To achieve these objectives, a standard research methodology was employed. The study analyzed the themes of humanism, both primary and secondary, in Dr. Wardag's poetry, along with his perspective on different aspects of life. Selected verses that focus on humanism have been presented as examples within the study. The research begins with a definition of humanism to clarify the subject, followed by an examination of the poems that address humanistic themes.Dr. Ishaq Wardag's poetry collection "Sheher Mein Gaon Ke Parinday" is a noteworthy contribution to the world of Urdu poetry.

Keywords: Ghazal, Humanism, Poetic Sensibility, Existentialism, Contemporary Sensibilities

انسان دوستی، یا ہیومینزم، ایک فکری و اخلاقی نظریہ ہے جو انسان کی عقل، وقار، آزادی اور تجربے کو بنیادی حیثیت دیتا ہے۔ یہ اصطلاح یورپ کے نشاۃ الثانیہ کے دور میں ابھری جب قدیم یونانی و رومی علوم کے احیاء نے انسانی فکر کو نئی سمت دی۔ اس دور میں "Humanitas" کا تصور تعلیم، شائستگی اور انسانی تربیت کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا، جو بعد میں Humanism کی صورت اختیار کر گیا۔ ہیومینزم انسان کی باطنی صلاحیت، اخلاقی شعور، سیکھنے کی صلاحیت اور آزاد رائے کی اہمیت پر زور دیتا ہے اور تمام مذہبی، ثقافتی اور سماجی امتیازات سے بالاتر ہو کر انسان کو مرکزِ قدر سمجھتا ہے۔(۱)

"ہیومنزم چودہویں صدی کے نصف میں اٹلی میں پیدا ہونے والی اس تحریک کا نام ہے جس کا بنیادی مقصد فلسفہ اور ادب تھا اور بالآخر جدید ثقافت کے فروغ میں ایک اہم سبب بنتی ہے۔"(۲)

انسان دوستی کو فلسفیانہ اصطلاح کے طور پر یورپ میں بہت زمانہ قریب سے استعمال کیا جانے لگا۔ ڈاکٹر عبدالحق اپنی انگلش اُردو انگلش ڈکشنری میں انسان دوستی (ہیومنزم) کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ہیومنزم مسلک انسانیت یا فلسفہ انسانیت جس کی رو سے انسان کی ذات کائنات کا مرکز ہے اس لئے بجائے عالم آخرت یا عالم طبعی کے مجموعی انسانی زندگی کا مطالعہ اور اس کی ترقی کی کوشش کرنی چاہئے۔"(۳)

مذہب انسانیت جس کا ہیرو کسی مافوق الادراک ہستی کا قائل نہیں ہوتا بلکہ انسانی فلاح و بہبود کی کوشش کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ انسان ایک اکائی ہے اور اس کی تقسیم ناممکن ہے انسان کی ذات کو مختلف فرقوں کی بنیاد پر تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ انسان کی ذات کوئی حشرات نہیں جو زمین پر رینگ رینگ کر اپنی عمر بسر کرے بلکہ انسان کو اپنی ذات میں ایک ہنستا بستا پورا معاشرہ نظر آتا ہے۔

ادب کی سب سے بڑی خوبی اس میں آفاقیت کے عناصر کا ہونا ہے۔ آفاقیت ادب کی وہ صفت ہے۔ جس میں ہر دور کے انسانوں کے لیے ہر زمانے کے لیے امن محبت اور خیر کے پیغامات ہوتے ہیں۔ محبت کی آواز ہے۔ انسان دوستی کا پیغام ہے۔ روحانیت کی صدا ہے۔ ادب چاہے شاعری ہو نثر ہو یا پھر غزل نظم افسانہ ناول جیسی اصناف ان سب میں موضوعات کے حوالے سے جہاں زندگی کے دیگر موضوعات شامل ہیں وہیں تصوف اور انسان دوستی بھی ادب کا

موضوع بنتی ہے۔انسان دوستی ایک ایسا فلسفہ ہے۔جو انسانی ترقی، امن،خوشحالی اور مثالی معاشرے کے قیام کی ناگزیر ضرورت ہے۔ادب میں انسان دوستی کے فکر وفلسفے کی گونج ہر عہد کے ادب میں سنائی دیتی ہے۔ادب میں انسان دوستی کے فلسفے کے بارے میں محترمہ روبینہ جیلانی لکھتی ہیں:

> "ادب میں انسان دوستی کا مطلب انسانی محبت، حقوق انسانی کی حمایت،انسانی فلاح و بہبود کو مقصد حیات سمجھنا اور مذہب انسانیت کو فروغ دینا ہے۔اس کا مقصد قوموں کو انسانی صفات سے متصف کرنا ہے۔"(۴)

اردو شعر و ادب میں ابتدا ہی سے انسان دوستی کا فلسفہ ملتا ہے۔کہیں یہ صوفیانہ افکار کی شکل میں کہیں انسان سے محبت و ہمدردی کے پیغام کی شکل میں اور کہیں ادب برائے زندگی کے نظریہء ادب کے روپ میں قارئین کو انسان دوستی پر مائل کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

اسحاق وردگ بھی ان شعراء میں شامل ہیں جنھوں نے انسان دوستی کے فلسفے کو اپنی شاعری میں پیش کیا ہے۔یوں تو ان کی شاعری میں جدید حسیات اور متنوع فکری رویے ملتے ہیں۔ تاہم انھوں نے انسان دوستی کے مضامین کو بھی اپنی کتاب "شہر میں گاؤں کے پرندے" میں شاعری کا موضوع بنایا ہے۔

اسحاق وردگ کی شاعری میں جدید دور کے انسان کے المیوں اور سماج میں بڑھتے ہوئے انسان دشمن رویوں کے خلاف مزاحمت ملتی ہے۔وہ ایک ایسا معاشرہ دیکھنا چاہتے ہیں جس میں انسانیت ہی انسانیت ہو۔انسان انسان کی خدمت کو اعزاز سمجھے۔امن، محبت،خوشحالی ہر طرف نظر آئے۔اس لیے وہ یہ دیکھ کر اداس ہو جاتے ہیں کہ انسان انسانیت کے مقام سے بے خبر ہو چکا ہے۔ان کے ہاں محبت بھی انسان دوستی کے فلسفے کی شکل میں نظر آتی ہے۔اسحاقؔ وردگ نے اپنی کتاب "شہر میں گاؤں کے پرندے" میں محبت کے روایتی تصور سے ہٹ کر محبت کو انسان دوستی امن،ترقی خوشحالی اور صحت مند معاشرے کے قیام کے تصورات میں اپنی شاعری میں پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنے عہد کے انسانی المیوں سے بے خبر شاعر نہیں ہیں۔ بلکہ پوری دردمندی کے ساتھ اپنے آس پاس کے انسانی معاشرے کے

دکھ، درد، تکالیف اور آزمائشوں میں بطور شاعر اپنا کردار ادا کرتے ہیں. ان کی کتاب "شہر میں گاؤں کے پرندے" میں اپنے عہد کا درد اور درد مند انسان کی آواز سنائی دیتی ہے۔

اس حوالے سے ڈاکٹر رئیس احمد مغل لکھتے ہیں:

"اسحاقؔ وردگ کا شعر اکیسویں صدی کے عالمی گاؤں کے جبر میں بسنے والے انسانی وجود کے المیوں کا تخلیقی بیانیہ ہے۔ داخل و خارج میں ہونے اور نہ ہونے کے کرب سے گزرنے والی یہ شاعری اور اس کا۔ دل نشین گداز حیرت افزا بھی ہے اور خوش آئند بھی۔"(۵)

اسحاقؔ وردگ محبت کو انسانی زندگی کی سب سے بڑی طاقت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

؎ محبت کے سہارے لڑ رہا ہوں
تمہارے شہر کے جادوگروں سے "(۶)

شاعر نے یہاں انسان دوستی کے دو بنیادی عناصر بیان کیے ہیں جن میں پہلا عنصر **محبت اور ہمدردی** ہے، جو شاعر کے کردار کی فکری بصیرت اور اخلاقی حساسیت کو ظاہر کرتا ہے۔ شاعر اپنے جذبات اور تعلقات کو بنیاد بنا کر دوسروں کے ساتھ رابطہ قائم کرتا ہے، جو انسانی ہمدردی اور اخلاقی ذمہ داری کی علامت ہے۔ دوسرا عنصر **انسانی مساوات اور احترام** ہے، جو اس بات کی نمائندگی کرتا ہے کہ ہر انسان، چاہے وہ عام ہو یا غیر معمولی، اپنی فطرت، صلاحیت یا حیثیت کے باوجود عزت اور احترام کا مستحق ہے۔

اسحاقؔ وردگ نے انسان دوست فلسفے کو علامتوں سے بیان کیا ہے. وہ روشنی کو انسان دوست فکر کی علامت بناتے ہیں اور اندھیروں کو انسان دشمن رویوں کی علامت۔۔ ان کا شعر دیکھیے۔

؎ ان اندھیروں سے دشمنی ہے مجھے
اس لیے روشنی بناتا ہوں "(۷)

ان کے نزدیک ایک شاعر کے پاس امید، حقیقت نگاری اور انسان دوست فلسفے کا پیغام ہونا چاہیے۔شاعری لب ور خسار، وقتی تفریح اور دل لگی کا عمل نہیں ہے۔یہ سماج کی تعمیر کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ایک اور جگہ انہوں نے دنیا میں بڑھتی ہوئی انسان دشمن سرگرمیوں پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے علامتی رنگ میں یہ شعر کہا ہے:

؎نہ جانے کون سے منظر کو دیکھ کر سورج
بوقت شام سسکتا ہوا ملا مجھ کو"(۸)

ان کی شاعری میں محبت کا مطلب انسان دوستی ہے۔اس لیے وہ انسان دوستی کے عمل کو یوں مقصد حیات بناتے ہیں۔ انسان دوستی ان کے ہاں جذبہ بھی ہے اور فکر و فلسفہ بھی۔ان کے شعری رجحانات میں انسان دوستی کا فلسفہ بھی ہمیں نظر آتا ہے۔اس لیے وہ نئے زمانے کی خود غرضی میں محبت کے پرچار پر کہتے ہیں۔

؎حیرت سے نئے لوگ اسے دیکھ رہے ہیں
اک شخص محبت کی زباں بول رہا ہے"(۹)

اسحاقؔ وردگ نے ادب برائے زندگی کی فکر کو انسان دوستی کی سرحد سے ملا دیا ہے۔وہ شاعری کے فنی لوازمات کا خیال رکھتے ہوئے انسان کی بے قدری پر دکھی ہیں۔اس لیے وہ درد مندی سے کہتے ہیں۔ شہر میں گاؤں کے پرندے" میں کئی اشعار ضرب المثل کا درجہ اختیار کر چکے ہیں۔انہی اشعار میں ایک شعر میں وہ محبت اور انسان دوستی کو مذہب کی روح کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

؎ایک فتویٰ ہمارے فرقے پر
ہم محبت کو دین کہتے ہیں "(۱۰)

محبت ہی وہ طاقت ہے۔جو دنیا سے بھوک، جنگ، افلاس ختم کر کے انسان دوست معاشرہ قائم کر سکتی ہے۔

"شہر میں گاؤں کے پرندے" کا ایک اہم موضوع 11/9 اور دہشت گردی کی وہ الم ناک صورت حال بھی ہے۔جس نے پاکستان اور افغانستان اور بالخصوص پختون علاقوں کو جان و مال کی کڑی تکالیف سے گزارا ہے۔اسحاقؔ وردگ کے خیال میں پشاور پر دہشت گردی کی یلغار نے اس پر امن شہر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔وہ جب دیکھتے ہیں

کہ پشتون قوم دہشت گردی کے ہاتھوں زخمی ہے۔ان کی مساجد، حجرے، تعلیمی ادارے محفوظ نہیں۔لوگ شہید ہورہے ہیں۔ معذور ہورہے ہیں۔ دہشت گردی نے انھیں نفسیاتی مریض بنادیا ہے۔ تو وہ انسان دوست شاعر بن کر اس المیے کو پوری حقیقت نگاری کے ساتھ ہوں شعر میں پیش کرتے ہیں۔

؎ مشکل ہے تجھے آگ کے دریا سے بچالوں
اے شہر پشاور! میں تجھے ہار گیا ہوں"(۱۱)

ہیومینزم میں انسانی ہمدردی، احترام، اخلاقی حساسیت اور اپنی محدودیت کو قبول کرنے کے اصول اہم ہیں۔ شاعر کا یہ جذبہ فرد کی قدر اور معاشرتی تعلقات کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، جو ہیومینزم کے بنیادی تصورات میں شامل ہیں۔

؎ گھر سے نکلے تھے زندگی کے لیے
بم دھماکوں میں مرنے والے لوگ "(۱۲)

یہاں شاعر انسانی زندگی کی قدر اور ہر فرد کے حق زندگی کے احترام کو اجاگر کرتا ہے، کیونکہ یہ افراد محض اپنی روزمرہ زندگی گزارنے نکلے لیکن خطرناک حالات میں مارے گئے۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ شاعری میں انسانی جذبات، ہمدردی، احترام اور اخلاقی حساسیت کے عناصر ہیومینزم کے بنیادی اصولوں کی عکاسی کرتے ہیں، جو فرد کی قدر اور معاشرتی تعلقات کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہیں۔ سانحہء پشاور 16 دسمبر بھی ایک ناقابل فراموش انسانی المیہ ہے۔ یہ زخم ہمیشہ تازہ رہے گا اور وقت بھی اسے بھر نہیں سکے گا۔ اس المیے کو وہ پوری دردمندی سے شعر میں بیان کرتے ہیں۔

؎ سارے کردار چھوٹے بچے تھے
جب دھماکا ہوا کہانی میں "(۱۳)

اسحاق وردگ نے دہشت گردی میں عام آدمی کے دکھ درد کو ایک حساس اور انسان دوست شاعر کے طور پر محسوس کیا اور اسے اپنا اپنا کرب سمجھ کر بیان کیا ہے۔ ان کی انسان دوستی دیکھیے کہ انھوں نے مختلف انسانی طبقات کے

دکھ درد اور مسائل کی ترجمانی اپنے اشعار میں کی ہے۔ غربت کی چکی میں پسنے والے طبقے کے المیوں کو وہ یوں شعر میں بیان کرتے ہیں

؎بے دلی سے سنا گیا ہوں میں
دشت غربت کا واقعہ ہوں میں"(۱۴)

ایک اور جگہ غریب طبقے کے دکھ پر کہتے ہیں:

؎اک خوشی سود پر ملی تھی کہیں
اس کا قرضہ اتارنا ہے مجھے "(۱۵)

؎اپنے بچوں کی ضرورت مجھے لے آئی ہے
سر دربار اگر مہربلب آیا ہوں "(۱۶)

یہ اشعار اسحاقؔ وردگ کی انسان دوستی اور اخلاقی حساسیت کو عام انسان، خاص طور پر غریب طبقے کے دکھ اور مشکلات کے تناظر میں پیش کرتے ہیں۔ شاعر ظاہر کرتا ہے کہ غریب کی خوشی بھی محض عارضی اور قرض دارانہ ہوتی ہے، اور اسے زندگی کی مشکلات خود سہنی پڑتی ہیں۔ اس کے ذریعے انسان دوستی کا تصور عملی اور سماجی سطح پر اجاگر ہوتا ہے، جہاں شاعر نہ صرف ہمدردی کا اظہار کرتا ہے بلکہ مظلوم اور محتاج لوگوں کے دکھ درد کی حقیقی ترجمانی بھی کرتا ہے۔

ایک حساس شاعر کی طرح وہ ادب برائے زندگی کے نظریہء ادب پر یقین رکھتے ہیں۔ انہیں دکھ ہوتا ہے کہ کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور اپنے خوابوں کی تعبیر حاصل نہیں کر سکتے اور ان کی محنت سرمایہ دار کے کام آتی ہے وہ کہتے ہیں:

؎خواب بھی خام مال ہوں جیسے
کام آتے ہیں کارخانوں میں "(۱۷)

اسحاقؔ وردگ کے نزدیک انسان کو اب پرزہ سمجھا جاتا ہے اور بے بس انسانوں کی زندگی سے مشینوں کی طرح کام لے کر انہیں اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

؎آدمی آج ایک پرزہ ہے
زندگی کو مشین کہتے ہیں "(۱۸)

یہ شعر اسحاقؔ وردگ کی انسان دوستی کے فلسفے کو تنقیدی زاویے سے پیش کرتا ہے، جہاں وہ انسانی زندگی کی بے قدری اور استحصالی معاشرتی نظام کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ شاعر بتاتے ہیں کہ انسان کو محض ایک پرزہ سمجھا جاتا ہے اور اس کی محنت اور زندگی کو مشین کی طرح اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس انداز میں وہ انسان دوستی کو صرف محبت یا ہمدردی کے طور پر نہیں بلکہ انسان کی عزت، وقار اور حقوق کے تحفظ کی لازمی ضرورت کے طور پر اجاگر کرتے ہیں۔

ان کا نظریہ ہے کہ اصل دولت انسان دوستی کے جذبات اور احساسات ہیں۔ انسان احساسات سے بنی ہوئی اللہ تعالی کی عظیم تخلیق ہے۔ اس لیے اسے انسان سمجھا جائے۔ نئے زمانے کے اس المیے کو وہ یوں بیان کرتے ہیں۔

؎زمانہ تو سمجھتا ہی نہیں ہے
میں ایک انسان ہوں پیسہ نہیں ہوں "(۱۹)

اسحاقؔ وردگ کی انسان دوستی کا ایک انداز ان کا مزاحمتی لہجہ بھی ہے۔ وہ معاشرے کے استحصالی طبقات کو یوں للکارتے ہیں۔

؎آپ کے پاؤں پڑ چکے ہیں لوگ
ان کے بچے بچائیے صاحب "(۲۰)

یہ شعر اسحاقؔ وردگ کی انسان دوستی اور اخلاقی حساسیت کو مزاحمتی انداز میں ظاہر کرتا ہے، جہاں وہ معاشرتی استحصالی طاقتوں کے ظلم اور مظلوموں کی تکالیف پر آواز بلند کرتے ہیں۔ شاعر انسانی ضمیر کو جگانے اور عام لوگوں کی

حفاظت کے لیے انتباہ کرتا ہے، اس طرح انسان دوستی کو صرف جذبہ نہیں بلکہ عملی اور اخلاقی ذمہ داری کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہ مزاحمتی لہجہ مظلوموں کے حقوق کے لیے شعور اور انصاف کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔

انھیں جنگ اور دہشت گردی سے نفرت ہے۔ وہ انسانی ضمیر سے سوال پوچھتے ہیں۔

"کتنے بچے یتیم کر گیا ہے
اپنے بچوں پہ جس نے وارے لوگ "(۲۱)

"جنگ پہ کاروبار کرتے ہیں
کچھ تمہارے تو کچھ ہمارے لوگ "(۲۲)

ان اشعار میں شاعر انسانی ہمدردی اور ہیومینزم کے جذبے کی عکاسی کرتے ہیں، کیونکہ شاعر جنگ اور دہشت گردی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے انسانی المیوں، خاص طور پر بچوں کی بے سروسامانی اور یتیم ہونے پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے ذریعے انسانی ضمیر کو جگانے اور ظلم و ناانصافی کے خلاف شعور پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ شاعر یہ پیغام دیتا ہے کہ حقیقی انسان دوستی معاشرتی انصاف اور مظلوموں کے تحفظ کے لیے سرگرم کردار ادا کرنے میں ہے۔

اسحاقؔ وردگ نے تانیثی فکر کے حوالے سے بھی انسان دوستی کا اظہار کیا ہے۔ اس حوالے سے ان کا یہ ایک شعر ہی کافی ہے۔

"اسے احساس محرومی بہت ہے
مگر عورت نہیں کہتی زباں سے "(۲۳)

اسحاقؔ وردگ نے شاعری کی روایت میں جدید دور کے انسان کی آواز کو شامل کیا ہے۔ بلاشبہ انہوں نے پرانے موضوعات سے اردو شاعری کو نکالنے میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کیا ہے۔

انسان دوستی کا فلسفہ شعر و ادب میں فنی لوازمات کو پیش نظر رکھ کر موضوع بنانا جدید دور کی ایک اہم ضرورت ہے۔ تحقیقی جائزے کو سمیٹتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسحاقؔ وردگ جدید حسیات کے ایک ایسے صاحب طرز شاعر

ہیں۔ جنہوں نے انسان دوستی کی فکر اور فلسفے کو پورے خلوص کے ساتھ اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔ وہ شاعری کو ضمیر کی گواہی سمجھتے ہیں۔ اور آج کے انسان کہ دکھوں پریشانیوں اور المیوں کو ادب کے آفاقی موضوعات کا حصہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے باضمیر شاعر کا کردار ادا کرتے ہوئے ایک ایسے انسانی معاشرے کا خواب دیکھا ہے جس میں کوئی انسان جبر کی زنجیروں میں جکڑا ہوا نہ ہو۔ امن خوشحالی اور ترقی ایک محدود طبقے تک محدود نہ ہو بلکہ اس میں عام انسانوں کا بھی حصہ ہو۔ اسحاقؔ وردگ نے اکیسویں صدی میں جدت پسندی اور جدید رجحان سازی کرتے ہوئے نئ صدی کہ انسانی المیوں سے چشم پوشی نہیں کی۔ ان کے ہاں انسان دوستی حقیقت نگاری ہی کی ایک شکل ہے۔ وہ اس حقیقت نگاری میں مایوس نہیں ہوتے بلکہ کہیں کہیں وہ امید کا پیغام بھی دیتے ہیں۔ اس لیے وہ شاعر شہر گل کا حق ادا کرتے ہوئے امن اور انسان دوستی کا پیغام اپنے شعر میں یوں عام کرتے ہیں۔ اسحاقؔ وردگ نے اپنی کتاب ”شہر میں گاؤں کے پرندے" میں جدید دور کی اس اہم ضرورت کو پورا کرتے ہوئے جدید رجحانات میں نئے دور کے حالات کے مطابق انسان دوستی کے فلسفے کو بھی ایک اہم رجحان کے طور پر شاعری کی روایت میں شامل کیا ہے۔

حوالہ جات

1. Kristeller, Paul Oskar. *Renaissance Thought and Its Sources*. New York: Columbia University Press, 1979.p. 12

۲۔ انسائیکلوپیڈیا آف فلاسفی، نیویارک پبلشرز، ۱۹۶۷ء، ص۔ ۶۹

۳۔ عبدالحق، ڈاکٹر، انگلش اُردو ڈکشنری، ایڈیشن ۶، ص۔ ۵۶۱

۴۔ روبینہ جیلانی، "ادب میں انسان دوستی "روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۵ مارچ، ۲۰۱۴ء

۵۔ رئیس احمد مغل، فلیپ "شہر میں گاؤں کے پرندے"، اسحاقؔ وردگ اعراف پرنٹرز اُردو بازار، محلہ جنگی پشاور، ۲۰۲۱

۶۔ اسحاقؔ وردگ "شہر میں گاؤں کے پرندے"، اعراف پرنٹرز اُردو بازار، محلہ جنگی پشاور، ۲۰۲۱، ص۔ ۳۲

۷۔ ایضاً، ص۔ ۳۹

۸۔ ایضاً، ص۔ ۵۵

۹۔ ایضاً، ص۔ ۱۵۴

۱۰۔ ایضاً، ص۔ ۱۴۸

۱۱۔ ایضاً، ص۔ ۳۲

۱۲۔ ایضاً، ص۔ ۶۸

۱۳۔ ایضاً، ص۔ ۷۳

۱۴۔ ایضاً، ص۔ ۷۷

۱۵۔ ایضاً، ص۔ ۸۹

۱۶۔ ایضاً، ص۔ ۱۵۶

۱۷۔ ایضاً، ص۔ ۹۷

۱۸۔ ایضاً، ص۔ ۱۴۹

۱۹۔ ایضاً، ص۔ ۱۰۱

۲۰۔ ایضاً، ص۔ ۱۰۸

۲۱۔ ایضاً، ص۔ ۱۴۱

۲۲۔ ایضاً، ص۔ ۱۴۱

۲۴۔ ایضاً، ص۔ ۱۳۲

References:

1. Kristeller, Paul Oskar. *Renaissance Thought and Its Sources*. New York: Columbia University Press, 1979, p. 12.
2. *Encyclopedia of Philosophy*. New York: Publishers, 1967, p. 69.
3. Abdul Haq, Dr. *English-Urdu Dictionary*. 6th ed., p. 561.
4. Rubina Jilani. "Adab Mein Insan Dosti." *Roznama Nawa-i-Waqt*, Lahore, 5 March 2014.
5. Rais Ahmad Mughal. Flap of *Sheher Mein Gaon Ke Parinday*. Ishaq Wardag. Peshawar: Araf Printers, Urdu Bazar, Mohallah Jangi, 2021.
6. Ishaq Wardag. *Sheher Mein Gaon Ke Parinday*. Peshawar: Araf Printers, Urdu Bazar, Mohallah Jangi, 2021, p. 32.
7. Ibid., p. 39.
8. Ibid., p. 55.
9. Ibid., p. 154.
10. Ibid., p. 148.

11. Ibid., p. 32.
12. Ibid., p. 68.
13. Ibid., p. 73.
14. Ibid., p. 77.
15. Ibid., p. 89.
16. Ibid., p. 156.
17. Ibid., p. 97.
18. Ibid., p. 149.
19. Ibid., p. 101.
20. Ibid., p. 108.
21. Ibid., p. 141.
22. Ibid., p. 141.
23. Ibid., p. 132.